۱۵ یہ سنسار ہمارا ہے

مسعود اختر جمالؔ

پہلی بات

ایک کسان کے تین بیٹے تھے؛ تینوں ایک سے بڑھ کر ایک کاہل۔ کسان نے مرتے وقت اُنھیں بتایا کہ ہمارے کھیت میں ایک خزانہ دفن ہے۔ اُسے نکال کر تم آپس میں بانٹ لینا۔ تینوں خوش ہوگئے۔ باپ کے مرنے کے بعد تینوں نے خزانے کی تلاش میں کھیت کو کھودنا شروع کیا۔ انھوں نے پورا کھیت کھود ڈالا مگر خزانہ نہیں ملا۔ تینوں بڑے مایوس ہوئے۔ ایک بوڑھے کسان نے مشورہ دیا کہ تم نے کھیت تو کھود ہی ڈالا۔ برسات سر پر ہے۔ اُس میں دانہ بھی ڈال دو تا کہ کچھ فصل ہاتھ آئے۔ تینوں نے بے دلی سے کھیت میں دانہ ڈالا۔ چار مہینے کے بعد کھیت میں ہری ہری فصل لہلہانے لگی۔ تینوں بہت خوش ہوئے۔ تب اُسی بوڑھے نے کہا، ”نادانو! تمھارے باپ کی وصیت سچی تھی۔ دراصل یہ لہلہاتی فصل ہی وہ خزانہ ہے جو کھیت میں دفن تھا۔ اسی طرح ہر سال محنت کرو گے تو محنت کا پھل بھی ملے گا۔“

شاعر نے ’یہ سنسار ہمارا ہے‘ نظم میں محنت کش مزدوروں اور کسانوں کے جوش اور ولولے کو خوب صورت انداز میں پیش کیا ہے۔ محنت ہی کا نتیجہ ہے کہ دُنیا اتنی حسین نظر آ رہی ہے۔

جان پہچان

اس گیت کے شاعر کا اصلی نام عبدالحمید، ادبی نام ’مسعود اختر‘ اور تخلص ’جمالؔ‘ تھا۔ وہ اُتر پردیش کے شہر بنارس میں ۱۸/ دسمبر ۱۹۱۵ء کو پیدا ہوئے۔ انھوں نے علی گڑھ مسلم یونیورسٹی سے تعلیم حاصل کی۔ وہ مجازؔ، جاں نثار اخترؔ، کیفیؔ اعظمی وغیرہ کے ہم عصر تھے۔ وہ ایک ادیب، صحافی اور شاعر تھے۔ ترقی پسند خیالات کے حامل تھے۔ ان کے شعری مجموعے ’نورس‘ ۱۹۴۱ء، ’لالۂ شاداب‘ ۱۹۷۹ء اور ’کاروانِ آزادی‘ ۱۹۸۲ء میں شائع ہو کر مقبول ہوئے۔ ان کا انتقال ۲۵/ جنوری ۱۹۸۱ء کو الہ آباد میں ہوا۔

اَمرِت بادل بن کے اُٹھے ہیں، پربت سے ٹکرائیں گے
کھیتوں کی ہریالی بن کر، چھب اپنی دِکھلائیں گے
دنیا کا دُکھ سکھ اپناکر، دنیا پر چھا جائیں گے

ذرّہ ذرّہ اس دنیا کا آج گگن کا تارا ہے
یہ دھرتی، یہ جیوَن ساگر، یہ سنسار ہمارا ہے

دُکھ کے بندھن کٹ جائیں گے، سُکھ کا سندیسا آئے گا
دھرتی اب سونا اُگلے گی، بادل ہُن برسائے گا
محنت پر ہے جس کو بھروسا، محنت کا پھل پائے گا

اپنے ہی کس بل کا سمندر وقت کا بہتا دھارا ہے
یہ دھرتی، یہ جیوَن ساگر، یہ سنسار ہمارا ہے

سپنوں کے سُندر آنچل سے آشا رُوپ دِکھاتی ہے
اپنی ہی آواز کی لَے پر ساری دُنیا گاتی ہے
آج ہماری آوازوں میں بجلی سی لہراتی ہے
ہری بھری فصلوں سے دنیا خوشیوں کا گہوارہ ہے
یہ دھرتی ، یہ جیون ساگر ، یہ سنسار ہمارا ہے

خلاصۂ کلام

اس گیت میں محنت کرنے والوں کی اُمید اور خوشی کو خوب صورت انداز میں پیش کیا گیا ہے مثلاً کسانوں کو یقین ہے کہ بادل آئیں گے، برسیں گے اور کھیتوں کو ہرا کر دیں گے۔ نیا موسم نئی خوشیاں لے کر آئے گا۔ ان سب کے دکھ درد مٹ جائیں گے اور ان کی محنتوں کا صلہ انھیں مل جائے گا۔ کھیتوں میں پیدا ہونے والا اناج سب کے لیے سونا ہوتا ہے۔ فصلیں اچھی ہوں گی تو تنہا کسان ہی نہیں ساری دنیا کے لوگ خوش ہوں گے۔

معنی و اشارات

اَمرِت بادل	زندگی دینے والے پانی کے بادل	ہُن	سونا، دولت
چھَب	صورت، جلوہ	کَس بل	طاقت
جیون ساگر	زندگی کا سمندر	آشا	اُمید

مشق

ایک جملے میں جواب لکھیے:

۱۔ بادل کس سے ٹکرائیں گے؟
۲۔ گگن کا تارا کسے کہا گیا ہے؟
۳۔ دھرتی کے سونا اُگلنے سے شاعر کی کیا مراد ہے؟
۴۔ ہُن برسانے کا کیا مطلب ہے؟
۵۔ محنت کا پھل کون پاتا ہے؟
۶۔ دُنیا کس کی وجہ سے خوشیوں کا گہوارہ ہے؟

مختصر جواب لکھیے:

۱۔ نظم میں بارش برسنے کے کیا فائدے بتائے گئے ہیں؟
۲۔ شاعر یہ کیوں کہہ رہا ہے کہ 'دکھ کے بندھن کٹ جائیں گے، سکھ کا سندیسا آئے گا'؟

وسعت میرے بیان کی

تیسرے بند میں شاعر نے جن خیالات کا اظہار کیا ہے انھیں اپنے الفاظ میں لکھیے۔

4B8YH3

سرگرمی/منصوبہ :

اس نظم میں شامل ہندی لفظوں کی فہرست بنائیے۔